جذبات شاکر

حصہ اول

المصنف

سید عزیز حیدر شاکر تلمیذ جناب حکیم حضرت بسمل صاحب دہلوی

مددگار دواخانہ یونانی چیلگوڑہ سرکار عالی

قیمت (۱ر)

مطبوعہ نظام پریس چتہ بازار

عرض حال

ہر وہ شخص جو دنیا میں آیا ہے اپنے اندر کچھ نہ کچھ جذبات رکھتا ہے ہر شخص کی طبیعت کسی نہ کسی شغل کی طرف مائل ہوجاتی ہے۔ چونکہ مجھکو اکثر حکیم بسمل صاحب الواسطی کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا ہے اس لئے میرے بھی جذبات کچھ شعر و سخن کی صورت میں نکل پڑے چنانچہ شاعری کچھ میرا پیشہ نہیں لیکن شاعری کا جوہر جو ہر شخص میں تھوڑا بہت پوشیدہ رہتا ہے فیضان صحبت سے اوس پر صیقل ہوگئی۔ جمال ہمنشینی در من اثر کرد

وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم   قاصر

شاکر بلگرامی

۲۲ ستمبر ۱۹۳۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غزل

خلق کا روزی رساں عالم کا رہبر کون ہے — کوئی بھی جس کا نہیں دنیا میں ہمسر کون ہے

عقل کھا جاتی ہے جس بارہ میں چکر کون ہے — نام جاری جس کا ہے اللہ اکبر کون ہے

کس نے نازل کی یہاں ہر ایک شے مقدار سے — کس کے کہنے سے ہوا جاری مقدر کون ہے

یہ وہ ہے جس پر کسی شے کا نہیں ہوتا قیاس — پست ہے ہر ایک شے جس سے وہ برتر کون ہے

نام ان اوس کی صفت ہم مان لیتے ہیں مگر — قلب میں موجود ہے جس کے لیے گھر کون ہے

کس کی خاطر جھک گئیں دنیا میں سب کی گردنیں — آس ہے ہر اک کو جس کی روز محشر کون ہے

بنا لیا کس نے محمد مصطفٰے کو خلق میں — بھیجتا ہے جو درود ہر آن اوس پر کون ہے

جس میں یہ اوصاف ہوں یہ خوبیاں تمنا کو نثار
وہ سوا تیرے مرے معبود آخر کون ہے

ترانۂ دکن

سر سبز بار ور ہو یارب چمن ہمارا
مشہور شجاعت ہو ملک دکن ہمارا

۴

پھولے پھلے الٰہی شاہ دکن ہمارا

باد خزاں کہیں کی ہووے یہاں نہ آئے
عزت رہے ہمیشہ عسرت نہ منہ دکھائے
جو نکلا بہار کا یہ پیغام لیکے آئے
پھولے پھلے الٰہی شاہ دکن ہمارا

جو نوجوان ہیں یہاں کے ہمت سے کام لے لیں
باتوں کو وہ بڑھا کر الفت کا جام لے لیں
ملکی ترقیوں پر خود کو دوام سے لیں
اوج کمال پر ہو اس دم وطن ہمارا

مردانگی کے جوہر اپنے دکھائیں جلدی
کچھ کام ہاتھ سے لیں دولت بڑھائیں جلدی
نکبت کو اپنی چھوڑیں میداں میں آئیں جلدی
اوج کمال پر ہو یہ علم و فن ہمارا

چھوڑا زراعتوں کو چھوڑا تجارتوں کو
صنعت کو ترک کر کے پکڑا ملازمتوں کو
یہ کر کے لائے سر پر منحوس ساعتوں کو
چھوٹیگا کب الٰہی آخر گہن ہمارا

شاکر کی یہ دعا ہے بیدار خواب سے ہوں
سرگرمیوں میں یہ سب برق و سحاب سے ہوں
گلشن میں سب کے چہرے تازہ گلاب سے ہوں
پھر تو جواب ہوگا دندان شکن ہمارا

مسدس دکن

(۱)

یہ ساکن دکن بھی کیسے ہیں بھولے بھالے   ہر کار ہے میں انکو باہر سے آنیوالے
جو جس طرح سے چاہے باتوں میں وہ لگا لے   یہ اس طرف کو ہونگے گو جان ہوں لالے
پروردگار ان کی عقلوں کو تو بچا لے

تیر و شکر تھے جیسے ویسے ہی خار ہیں اب   جو صلح کل ہیں ان میں وہ اپنے بار ہیں اب
کینے فساد جھگڑے سب ابکے یار ہیں اب   شیطان گردنوں پر سب کے سوار ہیں اب
پروردگار ان کی عقلوں کو تو بچا لے

سینوں میں ولولے ہیں اور جوش قوم پیدا   سر میں بھرا ہوا ہے دیوانگی کا سودا
نے فکر اونکو اپنی نے گھر پہ غور اصلا   یہ کس نے اس دکن میں آ کر ہے زہر اگلا
پروردگار ان کی عقلوں کو تو بچا لے

اک بار تجھے جو دیکھ گئے — بندے سے وہ تیرے بیدام ہوئے
اپنی نہ کسی سے آنکھ لڑی — نہ عشق کی کچھ آفت دل پر پڑی
معصوم صفت رہکر شاکرؔ — کیا مفت میں ہم بدنام ہوئے

غزل

جنونِ عشق میں ہمکو کوئی کامل نہیں ملتا — رگِ گردن پہ چلتی ہو کوئی قاتل نہیں ملتا
عجب ذخار ہے یہ بحرِ عشقِ عالمِ فانی — کسی کی کشتیِ امید کو ساحل نہیں ملتا
خبر اوس کی ملی جس کو وہ خود گم ہو گیا آخر — پتہ منزل کا پاکر صاحبِ منزل نہیں ملتا
بہے جاتے ہیں اشکِ شمع پروانوں کے ماتم پر — صدا دیتی ہے محفل روتی ہے محفل نہیں ملتا
کوئی صحرا میں جا کر دیکھ لے مجنوں کی بیتابی — گزر جاتی ہے کیا لیلیٰ کا جب محمل نہیں ملتا

بہت ہیں شاعری کے مدعی اس دور میں شاکرؔ
کوئی کامل ہمیں جز حضرتِ بسملؔ نہیں ملتا

غزل

اوٹھ گیا پردہ دوئی کا رنگِ وحدت دیکھکر — ظلمتِ باطل مٹی مہرِ نبوت دیکھکر
ہے جنوں صحرا میں کس کو مری وحشت دیکھکر — ہیں گریزاں سب کے سب جنگل مری صورت دیکھکر

کون سے گل نے کیا مجروح اس گلزار میں — خنداں زن میں پھول سب میرے جراحت دیکھکر

رند بادہ کش تو ہوں لیکن انوکھا رنگ ہے — ساغرِ مے جب مجھے دینا طبیعت دیکھکر

گر نہیں ہے ہم میں کچھ جذبِ محبت کا اثر — رنجور کیوں ہوگئے وہ مری صورت دیکھکر

پھر رقیبو نکا ہوا کوچہ میں ترے داخلہ — بھانپ لیتے ہیں ترے چہرہ کی رنگت دیکھکر

جسم پر میرے نظر مقتل میں جب اونکی پڑی — وہ پریشاں ہوگئے زخموں کی کثرت دیکھکر

قتل کرنے کے لئے خنجر نکالا تھا ولے
رحم اونکو آگیا شاکر کی صورت دیکھکر

غزل

—————(۰:۰)—————

کبھی اون کی جویں سلجھا رہا ہوں — قیامت کی سزائیں پا رہا ہوں

لگایا دل سمجھکر اون کو دلدار — تاسف ہے بہت پچھتا رہا ہوں

پڑے ہیں داغ مرے دل میں جتنے — میں اوس مہ رو کو دکھلا رہا ہوں

خدا لائے نہ اس کوچے میں مجھکو — تمہاری زلف سے گھبرا رہا ہوں

سر بالیں نہ چیخو عندلیبو — کہ کچھ کچھ ہوش میں میں آ رہا ہوں

نہ چھیڑو اے فرشتو تم لحد میں   تھکا ماندہ ہوں میں ستا رہا ہوں
مصیبت ہے تو راحت بھی ملے گی   یہی کہہ کہہ کے دل بہلا رہا ہوں
سمجھتے ہی نہیں نادان شاکر
میں کس کس طور سے سمجھا رہا ہوں

غزل

جو دل میں آگ تھی پنہاں اوسے بجھا نہ سکے
پڑے جو داغ جگر میں تمہیں دکھا نہ سکے
تمہاری گات ادھر کر یہ کہتی ہے مجھ سے
اُمنگ دل کی جو کچھ تھی اوسے دبا نہ سکے
ہوئے جو سامنے مرغوبِ حسن ہوگئے گم
زباں پہ کوئی شکایت کا لفظ لا نہ سکے
رقیب تمکو ڈھٹائی سے آکے گھور گیا
تم اپنا برقِ تجلی ذرا اگر آ نہ سکے
شب وصال کٹی ابروؤں پہ کی جو نظر

کہ داستانِ شبِ غم انہیں سنا نہ سکے

جو کوہِ طور پہ چمکا وہ حسن کیا ہوگا
کہ جس کی حضرتِ موسیٰ بھی تاب لا نہ سکے

دہانِ تنگہِ تبسم کو ترے جب دیکھا
تو مارے شرم کے غنچے بھی مسکرا نہ سکے

جو منفعل ہوئے عصیاں کے بوجھ سے شاکر
دبے ہم ایسے کہ محشر میں سر اٹھا نہ سکے

غزل

رنگ بیمار کا بدل جائے
تم جو چاہو تو موت ٹل جائے

ترا عاشق خبر جو پائے تری
ترے کوچے کو سر کے بل جائے

ان کھلونوں پر واعظ کیا ہو
گر مرا طفلِ دل بہل جائے

تیغِ ابرو سے سر اڑا ہی دے
یہ بھی ایک آرزو نکل جائے

اک نظر دیکھ لے تعجب کیا
ترا بیمار اگر سنبھل جائے

عشق کی پھانس ہے نہ نکلیگی
گر مری جان بھی نکل جائے

فیض بسمل کا ہو اگر شاکر
شعر کا رنگ بھی بدل جائے

رجسٹر شدہ آصفیہ نظام ۲۵۲ تنقیح ستا...

منجن شاکر

نمبر ۱۷۱۴

جلتے ہوئے دانتوں کو مضبوط کرتا ہے پیپ وخون کو بند کرتا ہے اور دانتوں کو
اس منجن سے عمر بھر کیڑا نہیں لگتا آزمائش شرط فقط

ایس۔ اے۔ منیجر۔ شاکر دبیر پورہ کوچہ رحمن منزل

منجن شاکر

رجسٹرڈ شدہ نمبر ۲۵۲۱

منجنوں میں یہ سب پہ ہے قادر	خوب صفت ہے منجن شاکر
پیپ نکلے یا خون دانتوں سے	اس کی مالش سے صاف اور چمکے
مثل موتی بنائے دانتوں کو	اور جلتے جائے دانتوں کو
قیمت اس کی خفیف ایک آنہ	کیجئے استعمال روزانہ

چھوٹی شیشی ۱ر — بڑی شیشی ۲ر

پتہ ایس۔ اے منیجر شاکر کوچہ رحمن منزل دبیر پورہ حیدرآباد